Episode 4
من آرزو کنم
شانزے راجپوت
Classic Urdu Material
کلاسک اردو میٹیریل

من آرزو کنم

شانزے راجپوت

قسط 4

(اس ناول کے تمام حقوق کلاس اردو میٹیرل کے پاس محفوظ ہیں۔)

"یہ تصویر دیکھ رہی ہو۔تنوشہ سنگھانیہ کی ہے۔کوبرا کی گرل فرینڈ پلس رائی ٹ ہینڈ۔کوبرا کے کالے دھندوں کا چپاچپا جانتی ہے۔اس کے ہر راز ہرکام ہر فائی ل اور ہر ریکارڈنگ کی چشم دید گواہ ہے۔اس کے بغیر تو کوبرا سانس بھی نہیں لیتا۔اس کے کالے دھندوں کی کیس فائی ل بند کروانے میں سب سے بڑا ہاتھ تنوشہ سنگھانیہ کا ہے۔"

بلیک جینس پر بلیک شرٹ اور بلیک لیدر جیکٹ پہنے ہوئے وہ ٹیبل کے گرد چکر کاٹتی ہوئی بول رہی تھی۔ہاتھوں کو سیاہ گلبز نے چھپا رکھا تھا۔سیاہ زلفیں جوڑے میں مقید تھیں۔چند آوارہ لٹیں چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔شوز کی آواز اس کے آواز میں ہی دم توڑ گئی تھی۔

"ریڈ ایریا کے تمام کلبز کی آنر ہے یہ۔ مضافاتی علاقوں میں ک ئی سکولز بھی ہیں۔ جن کی یہ آنر ہے۔ وہاں بچوں کو آسانی سے انڈر گراؤنڈ کرلیا جاتا ہے۔ غریب غربا لوگ ہیں۔ روپیٹ کر رہ جاتے ہیں۔ تھانے میں رپورٹ تو پھر دور کی بات ہے۔ لڑکیوں اور بچوں کی سپلائی ی میں بھی اسی کا ہاتھ ہے۔ شپ کے ذریعے سمندری راستے سے۔ جہاں چیکنگ پروبلمز بھی نہیں۔"

تصویر میں چھلکتے عریاں لباس میں ملبوس تنوشہ پر حقارت بھری نظر ڈال کر وہ آرزو کو اس کا بائیو ڈیٹا دیے لگی۔

"اس سے اٹھانا کہاں سے ہے۔آرزو نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنساتے پوچھا"۔

"اتنا آسان نہیں ہے اس پر ہاتھ ڈالنا۔اس کی گمشدگی پر پورے ملک میں تہلکہ مچ جائے گا۔"

"تو سیدھا پھڑکا ڈالتے ہیں"۔ سنجیدگی سے کہتے آرزو نے ملینا شیخ کے چہرے کے تاثرات جانچنا چاہے ۔جہاں سوائے سرد پن کے کچھ نہ تھا۔

"اس خبیث عورت کو خون کی ہولی کھیلنے کا بہت شوق ہے نا۔ کھیلیں گے ہولی، پر اس کے ہی خون سے۔

روشن چہرے پہ چمکتی آنکھیں پر اسرار سی آواز۔

خون کا بدلہ خون۔ موت کا بدلہ موت۔ عزت کے بدلے سسکتی تڑپتی موت۔"

لائٹر کے ننھے سے شعلے نے تصیر کو اپنی لپیٹ میں لے کر راکھ کر دیا تھا۔راکھ زمین پر بکھر گئ تھی۔گندگی کے اس ڈھیر کی راکھ گنگا جمنا میں نہ بہائی تو میں اپنے باپ کی اولاد نہیں۔

-2:30pm اسلام آباد۔GTR نارتھ زون، ایف_۱۳۔ایریا گاڑی نمبر99_

Arrest her. Then call me. We will play saturnalia((ہولی by her cold black blood.

"آفیسر اب تو آپ کو یقین ہوگیا ہے نا کہ میرے ہوٹل میں جو غیر قانونی کام ہورہا ہے اس کے پیچھے میں نہیں کوئی ی اور ہے۔"

حازم پچھلے دو ن سے آفیسر کو سمجھانے کی ہر کوشش کرچکا تھا۔پر فارن کنٹریز کے رولز اتنے سخت تھے کہ وہ چاہ کر بھی اپنے فریز اکاؤنٹ بحال نہیں کرپایا تھا۔یہ دو دن اس کے خواری کے گزرے تھے۔اصل مس ئی لہ اکاؤنٹ فریز ہونا نہیں تھا بلکہ اس ہوٹل میں اس کی ناک کے نیچے ہونے والے کام تھے۔

وہ کافی پریشان تھا۔پاکستان طلال احمد کو بھی کال کر کے اس نے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا تھا کو کہ وہ سب لوگ ہوٹل کے لیے کم بلکہ حازم کے لیے زیادہ پریشان ہوجاتے کیونکہ ہوٹل کا ایک ہی آنر تھا اور وہ تھا حازم کسی بھی مس ئی لے کی صورت اسے پریشانی اٹھانی پڑتی۔

حازم کی پریشانی اس وقت ختم ہوئی ی جب آفیسر نے اس کے ہوٹل آکر اس سے معافی مانگی۔
کوئی ی لارین نامی لڑکی رونی نامی لڑکے کے ساتھ کسی لیٹ نائی ٹ قلب سے نشے کی حالت میں گاڑی چلاتے وقت پکڑی گ ئی۔ نشے میں ہونے کے باعث ک ئی سگنل توڑ کر بھاگے تھے اور دو ایکسیڈنٹ بھی کر چکے تھے۔ علاقے میں سائی رن کی آوازیں گونجی تھیں۔پولیس نے اسی وقت ان کو گھیر کر زیرِ حراست لیا۔دونوں کی اچھی طرح چیکنگ کرنے پر انہیں لڑکی کے پرس سے کچھ منشیات کی چیز برآمد ہوئی یں ان کے پیکٹ پر وہی لوگو بنا ہوا تھا جو حازم کے ہوٹل سے ملنے والے سامان کے پیکٹس پر بھی لگا ہوا تگا۔ ساتھ ہی یہ لوگو اکاؤنٹس سے ملنے والی بلین منی پر بھی تھا۔

مزید انویسٹیگیشن سے پتا چلا کہ یہ منشیات فروش کا ایک بڑا گروہ ہے۔جو حال ہی میں منظرِ عام پر آیا۔پولیس نے دونوں کا ریمانڈ لے کر لوک اپ میں ڈال دیا۔
"آئی ی ایم ایکسٹریملی سوری"مسٹر حازم!۔
"اٹس مائی ی ڈیوٹی"۔"نو آفیسر اٹس اوکے۔اب میرے فریز اکاؤنٹ بحال ہوجائی یں گے نا۔"
"ہوجائی یں گے نہیں بلکہ یہ کام کر کے ہی میں آپکے پاس آیا ہوں"۔"تھینکس آفیسر۔"

وہ خوش دلی سی مسکرایا تھا۔

سیاہ جینس پہ سیاہ ہڈی سے سر کو ڈھانپے اس نے بائک کو ایک وسیع و عریض کوٹھی کے سامنے بریک لگایا۔اب وہ بائک سے اتر کر مین گیٹ کے گرل میں پاؤں پھنسائے اوپر چڑھ چکی تھی۔

اندر کودتے ہی اس کی نظریں شیر کی طرح چاروں اور گھوم رہی تھیں۔ہولسٹر میں اڑسا ریوالور نکال کر پھونک پھونک کر قدم رکھتی وہ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر ناگن کی سی چال چلتی بیڈ پہ سوئے ہوئے وجود کے پاس آئی ی۔ٹریگر دبایا۔اس سے پہلے کے گولی چلتی کسی نے پیچھے سے بری طرح اسے اپنے شکنجے میں لے کر پچھاڑا تھا۔

"مس فائی رکیا کر رہی ہو ادھر"۔اس کے دونوں ہاتھوں کو پشت سے باندھے وہ سرد لہجے میں اس کے کان کے قریب غرایا تھا۔
ملینا شیخ پہ خاک بھی اثر نہ ہوا تھا۔

"میرے ہاتھ چھوڑو تم۔پھر میں تمہیں عملی نمونہ پیش کرتی ہوں کہ یہ فائی رلیڈی ادھر کیا کر رہی تھی۔"وہ بھی اسی کی انداز میں غرائی ی تھی۔

ڈرنا تو چاہت نے سیکھنا ہی نہ تھا۔بے خوفی اس کی فطرت میں گھلی تھی۔

"فالحال تم میرا عملی نمونہ دیکھو۔"کہتے ساتھ ہی اس نے بنا اسے سنبھلنے کا موقع دیے ایک پن اس کی گردن میں چبھودی۔چاہت کا بے جان ہوتا وجود اس کے بازوؤں میں سما گیا۔

اسے اٹھا کر اپنے کندھے پہ ڈال کر وہ باہر چلا گیا۔"کیپٹن اسد خان اسے ٹھکانے لگاؤ۔"باوقار سا اسد خان جیپ میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا میجر نائل کے اگلے حکم کی تعمیل کا منتظر تھا۔چاہت کو جیپ کی پچھلی سیٹوں پر لیٹا کر اسے آرڈر دیتا وہ پھر سے اندر چلا گا تھیے علوی صاحب۔"کیا ہوا ہے نائل تم اس وقت یہاں"۔"جی بلکل!اگر مجھے پہنچنے میں ایک سیکنڈ بھی دیر ہوجاتی تو اب تک آپ کا رام رام ستے ہوجاتا۔"

"کیا مطلب ہے"۔مختار علوی کا شانہ ہلاتے وہ گویا ہوا تھا۔وہ ہڑبڑا کر اٹھے۔"کچھ ہوا ہے"۔"جی ہاں سر کیپٹن چاہت نے آپ کو جہنم وصل کرنے کے ارادے بنائے ہوئے ہیں۔مختار علوی صاحب میں نے آپ کو چاہت کو فارمل انداز میں سمجھانے کو کہا تھا۔اس لیے کہ میں اس کی جاسوس طبیعت سے اچھی طرح واقف ہوں۔"

"مگر آپ نے بجائے اسے سمجھانے کے دھمکی دے ڈالی۔وہ مٹنگ ہماری ہی ارینج کی ہوئی ی تھی۔وہ کبھی بھی پریس ریلیز نہ دیکھتی گر جو اسے آپ دھمکی نہ دیتے۔"

"اسے آپ پر شک نہیں بلکہ سو فیصد یقین ہے کہ آپ جسٹس افتخار کے کارندے ہیں۔اسی سلسلے میں وہ آپ کو ٹپکانے یہاں آئی ی تھی۔کیونکہ اس کی سوچ کے مطابق تو آپ اس کے کام کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔"

"یہ سچ نہیں ہے"۔انہیں اپنی ہی فکر لاحق تھی۔

وہ اپنی بات پر زور دیتے بولے۔"علوی صاحب یہ تو آپ اور میں جانتے ہیں نا"۔

"تو پھر اب کیا ہوگا"۔"اب آپ کا ٹرانسفر ہوگا۔تاکہ آپ کیپٹن چاہت مغل کے شر سے بچ سکیں۔جب تک سب کلی ئی ر نہیں ہوجاتا۔میں خود اس معاملے کو دیکھ لوں گا۔"

"ٹرانسفر لیٹر صبح تک مل جائے گا۔چلتا ہوں علوی صاحب۔"

ماسک سے جھانکتی کالی سیاہ آنکھوں میں روشنی بھری تھی۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ خاموشی کو چیرتا ہوا سیاہ تارکول کی سڑک کو پیچھے چھوڑ گیا۔

حازم اپنا کام نبٹا کر اب پاکستان واپسی کی تیاری پر تھا۔ مینجر سمیع اللہ نے اسے زبردستی روک رکھا تھا۔ سمیع اور ہوٹل کے پورے اسٹاف نے حازم کو اپنی طرف سے ہوٹل کاسا ڈل مار (Casa Del Mar) میں الوداعی پارٹ دی تھی۔

شام میں پارٹی تھی۔ وہ پیکنگ کرنے میں مصروف تھا۔ نہ جانے کیوں پر اس کا دل اداس تھا۔ وہ یہاں پہلے بھی آتا تھا۔ پر کبھی اتنی اداسی محسوس نہیں کی تھی۔ تھک کر وہ وہی لیٹ گیا۔

"تھیم کیا ہے پارٹی کی اور فلاور کون سے اور کس رنگ کے لگانے ہیں"۔ جینفر صبح ہوتے ہی ہوٹل کاسا ڈل مار پہنچی تھی اور وہاں کے مینیجر سے وہ پارٹی کی ڈیکیوریشن کے متعلق ساری ڈیٹیلز معلوم کر رہی تھی اور مینیجر کے کہنے کے مطابق ہی ہوٹل کے گراؤنڈ فلور کو وائٹ اینڈ ریڈ پینسی فلاور سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں پورا ہال مہمانوں سے بھر چکا تھا۔ دفعتا اس کی نگاہ اینٹیرنس پر پڑی اور کچھ دیر کے لیے وہ مبہوت ہوگئ۔

"ایشین بیوٹی" وہ زیر لب بولی تھی۔ پھر کچھ یاد آنے پر سر جھٹکتی وہاں سے ہٹ گئ۔ چہرے کے تاثرات یک دم سرد ہوئے تھے۔

حازم ہال کی ڈیکیوریشن دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا۔ جو بالکل ایشین طرز پر مبنی تھی۔پورا ہال اسے مسحور کن لگا تھا۔اس پورے وقت میں اس کی نگاہ اس ساج سجاوٹ میں ہی اٹکی رہی۔

"دیکھیے میں اپنا کام کر چکی ہوں۔ مجھے ہر حال میں اپنے پیسے چاہیے ہیں۔ مس جینیفر ابھی پارٹی چل رہی کل تک آپ کو آپ کے پیسے مل جائیں گے۔"
"مجھے ابھی ضرورت ہے اور تم کل کی بات کر رہے ہو"۔"دیکھیے مس جینیفر"۔"آپ دیکھیے بلکہ سنیے مسٹر ایکس وائے زی! میں اپنے پیسے لیے بنا یہاں سے نہیں جاؤں گی سنا تم نے"۔وہ مینجر کی بات کاٹتی غصے سے تن فن کرتی پارٹی ایریا کی طرف چل دی۔

"ایکسکیوز می سر! مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ہوٹل کے اونر نے ایک نظر اسے دیکھا۔اس کے ماتھے میں واضح بل تھے۔"ہاں تم ویٹ کرو میں فری ہو کر آتا ہوں"اور دوبارہ حازم سے بات کرنے میں مصروف ہوگیا۔

"سر پلز بس دو منٹ مجھے میری پے منٹ دے دیں"۔ جینیفر پھر سے اسے باتوں میں مصروف ہوا دیکھ اس کا بازو پکڑ کر بولی تھی۔

"یو نون سینس بلڈی فول گرل۔"اونر ایک دم اس پہ دھاڑا تھا۔ جیبنی کے بازو پکڑنے سے ان کے ہاتھ میں موجود مشروب کا گلاس ڈگمگایا تھا اور سارہ ٹوپیس خراب کر گیا تھا۔

"جتنی تمھاری پیمنٹ ہے اس سے کئ گنا مہنگا میرا یہ سوٹ ہے جو تمھاری وجہ سے خراب ہوگیا۔کوئی پیمنٹ نہیں لیے گی تمھیں۔ سنا تم نے۔"وہ غرائے تھے۔"سر پلیز ایسا مت کہیں میں آپ سے معافی مانگ لوں گی۔ پر مجھے میرے پیسے دے دیں۔ مجھے اس وقت ان پیسوں کی بہت ضرورت ہے۔"وہ روتی ہوئی ی اس التجا کرتی رہی۔گارڈز اسے کھینچتے ہوئے باہر لے جارہے تھے۔

حازم کی نظریں ان جھیل جیسی گہری آنکھوں پر تھیں۔ جن سے آنسو لڑی کی صورت بہ رہے تھے۔بہت کچھ بولتی آنکھیں تھیں۔ بے پناہ درد تھا ان آنکھوں میں۔اسے ایسا لگا جیسے ان آنکھوں سے اس کا روح کا رشتہ ہو۔

گارڈز نکالو اسے باہر۔پتا نہیں کہاں کہاں سے اٹھ کر آجاتی ہیں"۔وہ گارڈز کو حکم دیتا حازم کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ایم سوری مسٹر حازم طلال اس گنوار لڑکی نے خوامخوہ آپ کو پریشان کردیا"

"سوری مجھ سے نہیں آپ کو اس لڑکی سے کرنی چاہیے جسے آپ نے اپنا حق مانگنے پر دھکے مار کر باہر نکال دیا۔ یو نو واٹ آپ جیسے لوگوں کی وجہ سے ہم جیسے امیر لوگ غریبوں کی نظر میں بدنام ہیں۔ مجھے افسوس ہے آپ کی تربیت پر۔"

"یہ شاندار پارٹی انجوائے کریں۔ مجھے میرا ضمیر اجازت نہیں دیتا ایک ایسی پارٹی میں شرکت کرنے کی جہاں سے ایک ضرورت مند کو تذلیل کر کے باہر نکال دیا جائے اور میں یہیں خاموش طماشائی بنا رہوں۔ ہوسکے تو خود کو ٹٹولیے گا کا گنوار کون ہے وہ یا آپ"۔

سرد لہجے میں بولتے ہوئے مشروب کا گلاس اس کے ہاتھ میں تھماتا حازم کوٹ درست کرتا باہر نکلا۔ مینیجر سمیع اللہ بھی پیچھے پیچھے بھاگا تھا۔
باہر نکلتے ہی حازم نے چاروں اور نظر دوڑائی پر وہ لڑکی اسے کہیں نہیں دکھی۔ حازم کا ملال کچھ اور بڑھ گیا۔ پہلے ہی وہ اس لڑکی کی ہلپ نہیں کرپایا تھا اور اب یہ موقع بی ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

"سر ازا یوری تھنگ اوکے"۔ پھولی سانسوں کے درمیان وہ بولا تھا۔"نہیں اٹس نوٹ اوکے سمیع!"وہ گھرے لہجے میں بولا تھا۔

ڈرائی یونگ سیٹ پر رکھا گلاب اور ریپنگ باکس دیکھ کر اس کی تیوری چڑھی تھی۔اچھی طرح جانتی تھی یہ کارستانی کس کی ہے۔اس نے دونوں چیزیں اٹھا کر ڈیش بورڈ پر پھینکی اور زن سے گاڑی سڑک پر ڈال دی۔

گھر آکر زینب کو سلام کرتی وہ سیدھا اپنے روم میں آئی تھی۔فریش ہونے کی غرض سے وارڈراب سے ہلکا پھلکا سا ڈریس لے کر شاور لینے چلی گئ۔
باہر نکل کر بالوں کو کیچر سے آزاد کرواتے اس کی نظر بیڈ پر رکھے سرخ رنگ کے باکس پر پڑی۔

خوبصورتی سے کی گئ گفٹ ریپنگ کو غصے میں اسے تقریبا نوچ ڈالا تھا۔ مخملی ڈبیا میں سنہری پایل پوری آب وتاب سے چمک رہی تھی۔پایل کو ہاتھ میں لیے وہ اچھنبے سے دیکھنے لگی۔ جیولری سے تو وہ دور بھاگتی تھی۔یہ تو پھر پایل تھی۔
"میں کیا اسے پہن کر چھن چھن کرتی چھچھل پہریوں کی طرح دندناتی پھروں۔"

وہ اشتعال سے بولی تھی۔پایل سمیت پورا باکس اٹھا کر اس نے ملازمہ کے سامنے پھیکنا۔"دیھان کہاں ہوتا ہے تمھارا۔ایک کام ڈھنگ کا نہیں ہوتا تم سے۔پھینکو اسے۔ابھی کے ابھی پھینکو"۔ غصے سے گرجتی وہ ملازمہ کی شامت لے آئی تھی۔

"سارے کام چور نکمے میرے نصیب میں لکھے ہیں"۔ غصے میں بڑبڑاتی وہ اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ زینب کھانے کی ٹرے اس کے کمرے میں لے آئیں۔"کیوں اتنی غصے میں ہو۔دیکھ رہی ہوں آج کل بہت غصہ کرنے لگی ہو"۔"کچھ نہیں بس کام کا برڈن ہے۔تھکان سے غوہ آجاتا ہے"۔زینب کو اس نے اپنے تئیں مطمئن کرنے کی ناکام سی کوشش کی تھی۔

"ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں۔ویسے یہ تمہیں پھول کون بھیجتا ہے"۔چاہت کو زوردار پھندا لگا تھا۔"آپ شک کر رہی ہیں مجھ پر"۔"میں نے ایسا کب کہا۔بس پوچھا ہے تم سے۔"

"آپ پریشان نہ ہوں ماما!یہ سب آرزو کی کارستانیاں ہیں۔اس کی تو میں اچھی طرح لگا میں کسوں گی"۔نظریں چراتی وہ زینب کو ہر طرح یقین دلانا چاہتی تھیں۔

زینب اٹھ کر اسے سر پہ پیار کرتی اپنے کمرے میں چلی گئیں تو چاہت نے سکون کی سانس لی۔ فون کی رنگ ٹون پر اس جھنجلا کر اس دیکھا اور دوبارہ کھانا شروع کیا۔اچانک ہی کھانا چھوڑ چھاڑ کر وہ موبائل پر آنے والے نمبر کو دیکھنے لگی۔یہ وہی نمبر تھا۔آج میسج نہیں کال آرہی تھی۔اس نے جھٹ سے کال اٹھائی۔

"لگتا ہے انتظار میں بیٹھی تھیں۔"شوخ لہجہ گھمبیر سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی_"میں اور انتظار وہ بھی تمہارا۔جاو جا کے شیشے میں بوتھا دیکھو۔منہ نہ متھا تہ جن پہاڑوں لتھا۔نائل کا ہانسا نکل گیا تھا۔"

"امیزنگ یار تمہاری باتیں مجھے دیوانہ بنا دیتی ہیں۔ویسے اچھی لگ رہی ہو اس ڈریس میں۔بے بی پنک شرٹ اور بلیک ٹراؤزر کھل رہا ہے تم پر۔"

چاہت نے کمرے سے ملحقہ بالکونی سے لان میں جھانکا پورا لان سائیں سائیں کر رہا تھا۔"کتنی بار کہا ہے مجھے سپنے دل میں تلاش کرو۔"

چاہت دنگ رہ گئی تھی۔اس کی نظریں اتنی تیز تھیں۔کیا وہ پل پل اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔یہ سوچ ہی اس کا دماغ ماؤف کر رہی تھی۔

دوسرا وہ کب کیا کرے یہ بھی وہ نہیں جانتی تھی۔سب سے زیادہ اسے حیرانی اس بات پر تھی کہ وہ اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔اسے چاہت کے بارے میں سب پتا ہوتا تھا۔

"اکیلے اکیلے نوش فرما رہی ہیں محترمہ"۔"تو کیا پورا محلہ بلا لوں"۔وہ بگڑ کر بولی۔"نائل دل کھول کر ہنسا تھا۔"نہیں یار! تم بس میرے ساتھ نوش فرمایا کرو۔"

"او ہیلو مسٹر جو بھی ہو۔نام چاہت کام آفت زرا سمبھل کر رہنا۔"وہ غرور سے اکڑ کر بولی تھی۔یاقوتی رنگ سے پوشیدہ ہونٹوں کی چمک دیدنی تھی۔

"اب تو سنبھالے نہیں سنبھلتا دل جو لگا بیٹھے۔"

"بہت غلط جگہ دل لگایا ہے تم نے"۔"مجھے یہ غلط جگہ دل و جاں سے قبول ہے"۔"ہار جاؤ گے"۔چاہت کا لہجہ گہرا اور پراسرایت لیے ہوئے تھا۔"پر تمہیں جیت لوں گا"۔

"یہ خار دار راستہ ہے۔"آسمان میں لکتے چھپتے ماہ کامل پر نگاہ ٹکائے وہ اسے آگاہی دے رہی تھی۔"پھول تک پہنچنے کے لیے خار در راستے سے گزرنا پڑتا ہے"۔وہ کسی طور پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔

"بہت پچھتاؤ گے"۔"پر تمہیں تسخیر کر لوں گا"۔

"ارادے پختا ہوں تو منزل آسان ہوتی ہے"

چاہت نے کال کاٹ دی تھی۔وہ ماضی کی یادوں میں گم تھی۔جہاں وہ تھی اور اس کا دردناک بچپن۔کسی کی چیخیں کسی کی آہیں آج بھی اسے اپنے کانوں میں گونجتی محسوس ہوتی تھی۔وہ کالی کھائی

جیسے خوف ناک اندھیرے۔ تڑاتڑ برستی بارش۔وہ سوچ کے بھنور میں پھنسی تھی۔جہاں سے نکلنا اس کے بس میں نہ تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خوشخبری

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول/ناولٹ/افسانہ/کالم/آرٹیکل/شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

bestreadingmaterial@gmail.com

Classicnovels04@gmail.com

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page: https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/

ان شاء اللہ آپکی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔ شکریہ

نوٹ

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنفہ/مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔ بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنفہ/مصنف کی اجازت کے بغیر نقل نہیں کر سکتا۔ نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد/بلاگ/ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔

انتظامیہ کلاسک اردو میٹیریل